خواجہ عبدالرشید

امیر البحر خیرالدین باربروسہ

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت اسپین اپنے آخری دموں پر تھی۔ سولہویں صدی عیسوی کا آغاز تھا اور مسلمانوں کو پے درپے شکستیں ہو رہی تھیں۔ بلکہ مسلمان کا اخراج اس جزیرہ نما سے شروع ہو چکا تھا۔ باوجود ان حالات کے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہسپانیہ پر قبضہ حاصل کرنے کی جو جدوجہد کی وہ تاریخ میں جستہ جستہ کہیں کہیں ہمیں رنگین الفاظ میں ملتی ہے۔ مگر یہ واقعات اس قدر منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں کہ ہمیں ان کا یکجا کہیں بھی نشان نہیں ملتا۔ اس جدوجہد کا ایک پہلو صرف اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے اور وہ مسلمانوں کے بحری کارنامے ہیں جن کا بیان کرنا یہاں مقصود ہے۔

سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں جہاں ایک طرف ہم ہسپانیہ سے مسلمانوں کو نکلتے دیکھتے ہیں دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ ترکوں کی حکومت شمالی افریقہ میں ہر طرف پھیل گئی تھی اور ترکوں نے ایک عجیب تازگی کے ساتھ نہ صرف ہسپانیہ کو واپس لینے کی کوشش کی۔ بلکہ اروپا کے غصب شدہ ممالک بھی حاصل کرنے کا اہتمام کیا۔ تاریخ کم از کم ایک واقعہ ایسا ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جب کہ ترکوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ جبل الطارق کو فتح کر لیا۔ مگر انھیں اسے چھوڑنا پڑا کیونکہ برّی فوجوں کی طرف سے انھیں کوئی امداد بروقت نہ پہنچ سکی۔ اس مہم کے ہیرو خیرالدین باربروسہ تھے جنھیں تاریخ میں باربروسہ دوئم کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے۔ انھوں نے سلطان سلیم اوّل و دوئم، دونوں کا زمانہ پایا ہے مگر ان کے کارنامے زیادہ تر سلیم دوئم کے قیامِ سلطنت سے متعلق ہیں۔

ترکوں کی فتوحات منجملہ دیگر مقامات کے شمالی افریقہ میں تونس، مراکش، فیض، طرابلس اور الجیریا کو بھی حاوی کئے ہوئے تھیں۔ یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے طاریف اور طارق نے اپنے حملہ آور دستے اوّلین مرتبہ کھڑے کئے تھے جنھوں نے اسپین کو فتح کیا۔ یہ یاد رکھنے کے قابل امر ہے کہ طارق سے پہلے طاریف اسپین پر حملہ آور ہو چکا تھا اور مقام طاریغہ پر اپنا بیڑا اُتار چکا تھا۔ اس کے بعد طارق نے جبل الطارق کے مقام پر قبضہ کیا اور اسپین میں گھس گیا۔ چنانچہ مستشرقین جن لوگوں کو سراسینز (SARACENS) کہتے ہیں وہ اسی علاقے کے لوگ تھے۔ تو پھر مقامِ تعجب کیوں ہو جو ہم اس وقت تاریخ کو دہرائے جاتے دیکھ رہے ہیں۔ فی الیوم یہی لوگ ہیں جو از سرِ نو جنگِ آزادی میں ہمہ تن مشغول ہیں اور اندلس اور اشبیلا کی حسین وادیوں پر از سرِ نو قبضہ جمانے کے خواب دیکھ

رہے ہیں۔ اور کیا عجب جو یہ پھر اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرلیں[1] دُرآفش ملتِ عثمانیاں دوبارہ بلند است کی تعبیر انہی کے ہاتھوں تکمیل تک پہنچ جائے۔

خاندان باربروسہ

اس خاندان کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔ ہم پہلے ان تمام روایات کو مختلف ماخذوں سے مستعار لے کر یک جا کرتے ہیں اور پھر اپنی رائے کا اظہار کریں گے، جو ان روایات سے مختلف ہے۔ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ خیرالدین باربروسہ کا بڑا بھائی پہلے پہل مسلمان ہوا۔ یہ ایک یونانی الاصل شخص تھا جو جزیرہ میٹی لین (MITYLENE) کا رہنے والا تھا اس کا باپ نصرانی تھا اور مٹی کے برتنوں کی تجارت کیا کرتا تھا۔ خیرالدین کے بڑے بھائی کا نام ہورش (HORUSH) تھا۔ اور اسے عموماً بابا ہورش کہا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی سُرخ رنگ کی داڑھی تھی۔ ہورش کی عمر اس وقت ۲۷ برس کی تھی جب وہ حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ ہورش ہی باربروسہ اوّل کہا جاتا ہے اور یہی وہ اوّل باربروسہ تھا جس نے بحیرہ متوسط میں مسلمانوں کا دبدبہ قائم کیا۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ اسی نام بابا ہورش کی وجہ سے یہ باربروسہ کہلایا۔ یہ نام اس کو عیسائیوں نے ہی دیا تھا جن کے لئے یہ ایک ہوّا بنا ہوا تھا۔ اور وہ اس سے بہت ڈرتے تھے۔ اس نظریئے کی تصدیق ایک[2] اور مقام سے بھی ہوتی ہے۔ کیپٹن والسین نے اپنی تاریخ میں کچھ ایسا ہی لکھا ہے مگر وہ ہورش کے بجائے عروج کا نام تجویز کرتے ہیں۔ اسی طرح رینگ[3] اور ڈیوس نے جو مقالات ۱۸۲۷ء میں شائع کئے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے یہ نام محض خیرالدین کو ہی دیا تھا نہ کہ ہورش کو۔ مگر انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا[4] کا یہ بیان ہے کہ اس خاندان کا مورثِ اعلیٰ ایک شخص یعقوب نامی تھا۔ جس کے چار بیٹے تھے۔ الیاس، عروج، اسحاق اور خضر۔ اور ان چاروں میں سے عروج اور خضر ہی تھے جنہیں ہورش اور خیرالدین کہا جاتا ہے۔ برٹینیکا کے اس بیان سے کم از کم یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ چاروں بھائی ایک مسلمان باپ کے بیٹے تھے اور ان میں سے کوئی بھی حلقہ بگوش اسلام نہ ہوا تھا بلکہ پیدائشی مسلمان تھے۔ ہماری تحقیق کے مطابق باربروسہ کے نام کی وجہ تسمیہ یہ نہ تھی کہ یعقوب کا کوئی بیٹا اس نام سے منسوب ہوا کیوں کہ اس کی سُرخ داڑھی تھی، بلکہ یعقوب خود ایک باربروسہ خاندان کا فرد تھا جس نے خود

---

[1] RUSSIO TURKISH WAR VOL II LONDON. 1878.

[2] HISTORY OF THE TURKISH RULE IN AFRICA BY CAPTAIN WALSIN ESTERHOZY, 1940.

[3] ARAB CHRONICLE BY S. RANGE. F. DAVIS

[4] ENCEYCLOPAEDIA BRITANICA.

یا اس کے آباؤ اجداد نے دینِ اسلام کو قبول کیا ۔ ہمیں تاریخ میں اور اسی مقام پر جہاں کا یعقوب باشندہ تھا، ایک بار بروسہ خاندان کا پتہ ملتا ہے ۔ کم از کم ہم اس کے ایک فرد سے بخوبی آشنا ہیں کیوں کہ اس نے تیسری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی کے خلاف لڑائی کی ۔ اس کا نام فریڈرک[1] بار بروسہ تھا ۔ یہ تیسری صلیبی جنگ ۱۱۸۷ء میں ہوئی ۔ اور فریڈرک دورانِ جنگ ہی میں یروشلم کے قریب ایک جھیل کو عبور کرتے ہوئے ڈوب کر مرگیا تھا ۔ اس جنگ میں صلاح الدین ایوبی نے یروشلم پر مکمل قبضہ کرلیا ۔ ہمارا خیال ہے کہ مورخین کو بار بروسہ خاندان کے تعین میں سہو ہوگیا ہے ۔

بار بروسہ اوّل

عیسائی مؤرخین نے ہورش کو بحری قزاق کہا ہے ۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو ۔ کیوں کہ شروع شروع میں جب ہورش نے اپنا سکّہ جمایا تو یہ نصرانی بیڑوں کو لوٹا کرتا تھا ۔ اس کا دبدبہ تمام بحیرۂ متوسط میں پھیلا ہؤا تھا اور عیسائیوں کے جنگی بیڑے اس کے قریب سے گذرتے بہت گھبرایا کرتے تھے ۔ ہورش کا قاعدہ تھا کہ یہ ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے جہازوں کو لئے گھومتا پھرتا رہتا تھا اور جہاں کہیں یہ عیسائی جہاز تجارت کا مال لے جاتے اسے نظر آتے، یہ انھیں لوٹ لیتا ۔ ممکن ہے کہ اس کا ذریعۂ معاش شروع شروع میں یہی رہا ہو، کیوں کہ بالآخر اس کو بھی تو اپنے ساتھیوں کا پیٹ پالنا تھا اور اپنے جہازوں کی مرمت اور تعمیر پر روپیہ صرف کرنا ہوتا تھا ۔ اس کا یہی دبدبہ تھا جس کی وجہ سے عرب اور ترک سپاہی جوق در جوق اس کے ساتھ شامل ہوتے چلے جاتے تھے اور اُس نے ایک بڑا مضبوط بیڑا تیار کرلیا تھا ۔ اس کے ان کارناموں کو دیکھ کر سلطنت ترکیہ نے اسے بحری قیادت کے لئے منتخب کرلیا اور سلطان سلیم اوّل نے اس کو امیرالبحر کا عہدہ سونپ دیا ۔ چنانچہ اسی زمانے سے یہ ترکوں کے بحری بیڑے کا کمانڈر مقرر ہؤا ۔ اس ہورش کو اوّلیں مرتبہ امیرالبحر کا عہدہ دیا گیا اور یہی وہ لفظ ہے جس سے بعد میں انگریزی کا لفظ ایڈمیرل (ADMIRAL) تخلیق کیا گیا ۔ اس کے ساتھ مراکشی نوجوان بھی شامل تھے ۔ امیرالبحر بن جانے کے بعد ہورش نے تیونس کی بندرگاہ غولیتہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، اور چوں کہ یہ جگہ چاروں طرف حملوں کے لئے ایک وسطی پوزیشن رکھتی تھی، اس نے پے درپے مشرق و مغرب کی طرف حملے کرنے شروع کردئے ۔ جس سے ایک تہلکہ سا مچ گیا ۔ عموماً یہ یہاں سے مراکشی ساحل پر حملے کرتا ۔ کیوں کہ اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ کسی طرح اسپین پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کرسکے ۔

ان تمام حملوں میں اس کا چھوٹا بھائی خیرالدین ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا اور ہورش کے نائب کے فرائض انجام دیا کرتا تھا ۔ اسی زمانے میں خیرالدین کی ٹریننگ کا بھی سلسلہ جاری رہا ۔ خیرالدین نے بڑے کارہائے

---

[1] INTELLECTUAL DEVELOPMENT OF EUROPE BY WILLIAM DRAPER.

نمایاں سرانجام دئیے۔ اور اپنے بھائی کی وفات کے بعد یہ اس کا جانشین منتخب کیا گیا، کہ اس سے بہتر اور تجربہ کار اور کوئی امیر البحر بننے کے قابل نہ تھا۔

اس زمانے میں موسلے محمد تونس کا گورنر بنایا گیا تھا۔ اور یہ ہورش کو اسپین کے خلاف ہر قسم کی امداد دیا کرتا تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب عیسائیوں نے مسلمانوں کو اسپین سے نکالنا شروع کر دیا تھا اور وہ ایک کثیر تعداد میں ہجرت کرنے لگ گئے تھے۔ انہی دنوں میں ہورش نے الجزیرہ سے تمام ہسپانیوں کو نکال بھگایا تھا[a] اور ان کے ساتھ متعدد جنگیں کی تھیں۔ ایک لڑائی کے دوران میں ہورش کا ایک بازو کام آیا۔ یہ واقعہ ۱۵۱۲ء کا ہے جب وہ بُوجِل کے مقام پر ان سے لڑ رہا تھا۔ ۱۵۱۴ء میں اس نے ہسپانیوں سے جیجالی کا مقام لے لیا۔ مگر اس کی ان کامیابیوں کو دیکھ کر موسلے محمد کچھ حسد کرنے لگ گیا اور جو امداد وہ دیا کرتا تھا اُس سے اُس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ مگر ہورش بڑا دوراندیش انسان تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عیسائیوں پر اگر کسی کا رعب و دبدبہ ہے تو وہ اسی کا ہے اور وہ اس سے خوف زدہ تھے، اس لئے اس نے موسلے محمد کو تونس سے مار بھگایا اور وہاں خود قابض ہو گیا۔ ۱۵۱۶ء میں اس نے اپنے آپ کو وہاں کا حکمران ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور ایک خود مختار سلطان کی حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ اپنی دارالحکومت کے حدود اس نے فیض تک بڑھا لئے۔ اب ہسپانیوں کو اور خطرہ لاحق ہو گیا۔ جب اُنھوں نے اس کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھی۔ چنانچہ ۱۵۱۸ء میں اُنھوں نے ایک بہت بڑی بحری فوج اس پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی۔ ہورش اس لڑائی میں دلیری سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ یہ مقام ری او سلادو (RIO SALADO) تھا۔ مگر ہورش کی شہادت کے بعد اس کا چھوٹا بھائی خیرالدین اس کا جانشین مقرر ہوا اور اس نے بڑی خوش اسلوبی سے اس حملہ کو روک دیا۔

باربروسہ دوئم

خیرالدین باربروسہ جب اپنے بھائی کی جگہ پر مقرر ہوا تو ایک آزمودہ اور تجربہ کار قائد تھا۔ حکومت عثمانیہ نے فوراً اس کی قیادت تسلیم کر لی اور اسے امیر البحر کا عہدہ عطا کیا۔ چنانچہ یہ اپنے بھائی کی مہموں کو ازسر نو تازہ کرنے میں مشغول ہوا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے بحری بیڑے کو ترتیب دیا۔ خیرالدین باربروسہ اپنے بھائی ہورش سے بھی زیادہ عیسائی حکومت کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ بحری جنگوں میں اس کی مہارت ایک جانی پہچانی بات تھی اور عیسائی حکومتیں اس سے بخوبی واقف تھیں۔ ۱۵۱۹ء میں جب سلطنت عثمانیہ نے اسے بطور قائد قبول کیا تو اوّل اوّل اس کو الجیریا کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ اس زمانے میں الجیریا کا حدود اربعہ کچھ آج کل کے الجیریا سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ ۱۵۳۴ء میں اس نے تونس کو ازسر نو فتح کر لیا جو مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا۔ تونس کی فتح کے وقت سلطان سلیم نے اسے کپتان پاشا کا خطاب عطا کیا۔ لین پول[b] بھی اس بیان

---

a. ENCY. BRIT.

b. MOHAMMADAN DYNASTIES BY LANE POOL.

کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر ہماری دانست میں جو خطاب اس کو اس وقت ملا وہ کپتانِ دریا کا اعزازی عہدہ تھا۔ اس کا اصل نام ترکی زبان میں قپوتانِ دریا تھا، اور اسی سے انگریزی لفظ کپتان تخلیق کیا گیا ہے۔ قپوتانِ دریا کا ترجمہ کیپٹن آف دی سیز ہوتا ہے۔ (CAPTAIN OF THE SEAS) اور اسی کے یہی معنی ہیں امیر البحر جہاں سے لفظ ایڈمیرال (ADMIRAL) مرتب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔

اس زمانے سے ترکی بحری طاقت بحیرہ متوسط پر کنٹرول کر رہی تھی۔ اور کوئی بھی یورپین طاقت اس قابل نہ تھی کہ اس کا مقابلہ کر سکتی۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے جو عام مؤرخین کی نگاہ سے پوشیدہ رہی ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کی بحری طاقت گھٹنا شروع ہو گئی اور چار سو برس کے لئے ایک خلا پیدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مختلف ممالک مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلتے چلے گئے۔ الحمد للہ کہ زمانہ اب پھر پلٹا کھا رہا ہے اور تاریخ نے اپنے آپ کو دہرانا شروع کر دیا ہے۔ ترکستان، مصر، پاکستان اور ایران کے بحری بیڑے تیار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس وقت ان میں اتنی توانائی تو نظر نہیں آتی تاہم ان کی از سرِ نو ترتیب شروع ہو چکی ہے اور کیا عجب جو چند ہی سال میں یہ مجموعی بیڑہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لے۔ اور ان کا گذشتہ وقار پھر عود کر آئے۔

بحری کارنامے

خیر الدین باربروسہ نے عنانِ قیادت سنبھالتے ہی پے در پے یورپین سواحل پر حملے شروع کر دئے۔ اور اس سرعت سے جزیرہ نمائے اسپین کو دوسرے عیسائی ممالک سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا کہ عیسائی حکومتیں انگشت بدنداں رہ گئیں۔ چنانچہ روما اور اٹلی سے انھیں اپنے بیڑوں کو ہسپانیہ کی حفاظت کے لئے فوری طور پر طلب کرنا پڑا۔ خیر الدین باربروسہ تہیہ کر چکا تھا کہ وہ جبل الطارق کو واپس لے کر ہی دم لے گا۔ اور اس کے بعد اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اسپین میں گھس کر اس پر قبضہ کرلے گا مگر اس نے یہ حملہ ملتوی کر دیا جس کی چند ایک وجوہات تھیں۔ مگر اس نے اپنے اس منصوبے کو خفیہ راز میں نہیں رکھا۔ خود اس کے اپنے سپاہی اس کے اس عزم سے واقف تھے اور عیسائی بھی جانتے تھے کہ یہ آج یا کل حملہ آور ہو جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے پورے زور شور سے تیاری کرنا شروع کر دی تھی۔ خیر الدین باربروسہ کے پاس تمام وہ سپاہی آ کر جمع ہو گئے تھے جو اسپین سے ہجرت کر کے آ رہے تھے اور اسے ہر قسم کی خبریں فراہم کر رہے تھے، اس لئے اس کو اسپین کے تازہ حالات سے مکمل شناسائی تھی۔ مگر چند در چند وجوہات کی بناء پر اس نے فوری طور پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ اپنا بحری بیڑہ ترتیب دیتا رہا۔ اسے بری فوجوں کی امداد کی بھی ضرورت تھی جو ساحل پر اترنے کے بعد اس کی مدد کرتیں۔ شاید یہی وجہ تھی جو یہ حملہ ملتوی کرتا چلا گیا کہ مناسب تعداد میں بری فوجیں تیار نہ ہو سکتی تھیں۔

لہ RUSSIO TURKISH WAR VOL. II LONDON.

بالآخر ۱۵۴۰ء میں اس نے اپنی فوجوں کو الجیریا سے سمیٹا اور بحری بیڑہ تیار کر کے جبل الطارق پر حملہ کر دیا۔ عیسائیوں نے یہاں دفاع کا بخوبی بندوبست کر رکھا تھا اور دو تین زائد بحری بیڑے بھی اٹلی وغیرہ سے منگوائے ہوئے تھے۔ ڈان برنارڈیوڈی مینڈوزا (DON BERNARDIO DE MENDOZA) جوان کا سِسلی (صقلیہ) میں امیر البحر تھا اس کو بھی انہوں نے طلب کر لیا تھا۔ چنانچہ ۲۰ راگست ۱۵۴۰ء کو امیر البحر خیر الدین باربروسہ نے اللہ کا نام لے کر حملہ کر دیا۔ اور آناً فاناً تمام عیسائی بحری بیڑوں کی آنکھوں میں دھول ڈالتا ہوا دس دن کے قلیل عرصہ میں جبل الطارق کے دروازے جا کھٹکھٹائے۔ اس کے پاس اس وقت صرف سولہ جہاز تھے۔ ایک ہزار سپاہی جہاز چلانے پر مامور تھے، اور دو ہزار لڑنے والے سپاہی تھے۔ خیر الدین باربروسہ بغیر کسی دقت کے ساحل پر اُتر گیا۔ شہر کے لوگ اس قدر سہم گئے کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو شہر کی چار دیواری کے اندر بند کر لیا اور ہتھیار ڈال دئے۔ مگر افسوس کہ بّری فوج کی مدد نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مہم بڑھا دینی پڑی۔ ورنہ بہت ممکن تھا کہ مسلمان آج بھی جزیرہ نمائے اسپین پر حکومت کر رہے ہوتے۔

خیر الدین باربروسہ دوئم نے ۱۵۴۶ء میں وفات پائی اور ان کے بعد ان کا لڑکا حسن ان کا جانشین مقرر ہوا۔ یہ بھی باپ کے نقشِ قدم پر چلا۔ مگر اُدھر دولتِ عثمانیہ کا ستارہ غروب ہو رہا تھا۔ بحیرہ متوسط میں اس کی نقل و حرکت کو بڑی زک پہنچی اور یہ بیڑہ رفتہ رفتہ نابود ہوتا چلا گیا۔

(برہان)

الدین یسر

مصنفہ محمد جعفر ندوی

دین کو ہماری تنگ نظری نے ایک مصیبت بنا دیا ہے ورنہ حضور اکرمؐ کے فرمان کے مطابق دین آسان سی چیز ہے۔ اسی بحث پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس میں بہت سے مسائل ایسے بھی آتے ہیں جو اب تک اُلجھے ہوئے تھے۔ تمام آسانیاں خدا اور اس کے رسول حکیم کی طرف سے ہیں اور تمام تنگیاں مسلمانوں کی غلط انگاری نے پیدا کی ہیں۔ صفحات ۳۶۸۔ قیمت -/۶ روپے

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور